قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 10 دسمبر 2021ء | 05 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 10 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ: 293

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ

(التوبہ:128)

ترجمہ: یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذَالِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

اے اللہ! جس مومن کو مَیں نے سخت الفاظ کہے ہوں تو تُو اس بات کو قیامت کے دن اس شخص کے لئے اپنے قریب ہونے کا ایک ذریعہ بنا دے۔

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ من آذیتہ فاجعلہ لہ زکاۃ و رحمۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

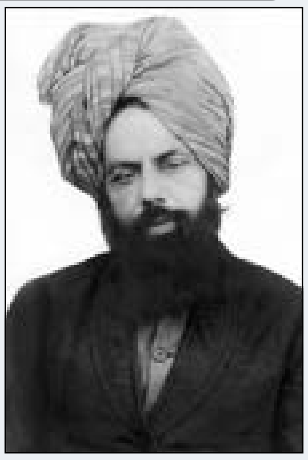

وحشیوں سے باخدا بنانے کا سرّ

’’دنیا میں ایک رسول آیا تا کہ ان بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا، وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسول کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے بااخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا۔ اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رسول، ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسوع کی طرح صرف لاف وگزاف۔ جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نور وہی تھا جس نے دنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کے پہلے دنیا کیا تھی اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی؟ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقّت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لئے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال و قدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا وہ یہی تھا کہ آپؐ نے فرمایا کہ خدا نے دنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پا کر اس تاریکی کو مٹانے کے لئے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا بلکہ اس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے ان کاموں سے ثابت ہوسکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو! اٹھو اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ ... اندھے مخلوق پرستوں نے اس بزرگ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچی ہمدردی کے دکھلائے۔ لیکن اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسولؐ شناخت کیا جائے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مردہ پرستی روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ نابود ہو جائے گی۔ کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا؟۔ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا؟۔ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے؟ اے سننے والو سنو! اور اے سوچنے والو سوچو! اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہو گا اور وہ جو سچا نور ہے چمکے گا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 305 تا 307 ایڈیشن 1989ء)

فرمان خلیفہ وقت

آپؐ کے ماننے والوں کا، مومنین کا آپؐ کے لئے جو جذبہ تھا وہ دنیا کی نظر میں شاید دیوانگی ہو لیکن عشق و محبت کی دنیا میں یہ عشق و محبت کی انتہا ہے۔ اس کی ایک مثال دیتا ہوں جس کو غیر نے بھی محسوس کیا اور اپنے لوگوں کو جا کر کہا کہ ان لوگوں کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے جو اس دیوانگی کی حد تک آپؐ سے عشق کرتے ہیں کہ آپؐ کے وضو کے پانی کے قطروں کو زمین پر پڑنے سے پہلے ہی اُچک لیتے ہیں۔ اگر کوئی دنیا دار ہو تو اس اظہار کے بعد دوسروں کے لئے محبت و نرمی اور رحمت کے جذبات رکھنے کی بجائے خودسری اور خودپسندی میں بڑھ جائے۔ لیکن ہم قربان جائیں اپنے آقا حضرت محمد مصطفیؐ کے کہ آپؐ اس کے باوجود رحمت کے جذبے کے ساتھ اپنے لوگوں کو آرام پہنچانے کے لئے قربانیوں پر قربانیاں کر رہے ہیں، ان پر اپنی رحمت کے پر پھیلا رہے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے طریقے سکھا رہے ہیں۔ اس خیال سے بے چین ہو رہے ہیں کہ کہیں مجھ سے کسی کو کبھی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا نام رحمۃ للعالمین رکھا ہے تو رحمتیں اور شفقتیں مجھ سے نکلنی چاہئیں اور دوسروں کو پہنچنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ سے مومنوں کے لئے رحمت و مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں، ان کی تکلیفوں پر پریشان ہو رہے ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جو اس نبیؐ کی رأفت اور رحمت کا رہتی دنیا تک مقابلہ کر سکے بلکہ اس کا عشر عشیر کیا، ہزارواں، لاکھواں حصہ بھی دکھا سکے۔ اس سراپا رحمت کا ایک واقعہ جو بظاہر معمولی لگتا ہے لیکن اپنے ایک معمولی چاکر کے لئے نرمی و رحمت کے جذبات کی ایک ایسی تصویر کھینچتا ہے جو بڑے بڑے نرم دل اور اپنے ماتحتوں کا خیال رکھنے والوں میں ہزارواں حصہ بھی نظر نہیں آ سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین کے روز ایک مرتبہ میری وجہ سے نبی کریمؐ کا راستہ تنگ ہو گیا۔ اس وقت مَیں نے موٹے چمڑے کا جوتا پہنا ہوا تھا۔ میرا پاؤں رسول اللہؐ کے پاؤں پر

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- غزل
- پیاری پھوپھو جان
- ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
- حضرت مفتی محمد صادق کو تبلیغ کے لئے امریکہ بھجوائے جانے کا پس منظر

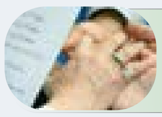

دربارِ خلافت

خدا کی غیرت اُس کے اُن پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کریمؐ کی عزت کے لئے جان دیتے ہیں۔ اور وہ اس بے عزتی سے مرنا بہتر سمجھتے ہیں کہ ایسے شخصوں سے دلی صفائی کریں اور اُن کے دوست بن جائیں جن کا کام دن رات یہ ہے کہ وہ اُن کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور اپنے رسالوں اور کتابوں اور اشتہاروں میں نہایت توہین سے اُن کا نام لیتے ہیں اور نہایت گندے الفاظ سے اُن کو یاد کرتے ہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یاد رکھیں کہ ایسے لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں کیونکہ وہ اُن کی راہ میں کانٹے بوتے ہیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ہم جنگل کے سانپوں اور بیابانوں کے درندوں سے صلح کر لیں تو یہ ممکن ہے۔ مگر ہم ایسے لوگوں سے صلح نہیں کر سکتے جو خدا کے پاک نبیوں کی شان میں بدگوئی سے باز نہیں آتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گالی اور بدزبانی میں ہی فتح ہے۔ مگر ہر ایک فتح آسمان سے آتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’پاک زبان لوگ اپنی پاک کلام کی برکت سے انجامکار دلوں کو فتح کر لیتے ہیں۔ مگر گندی طبیعت کے لوگ اس سے زیادہ کوئی ہنر نہیں رکھتے کہ ملک میں مفسدانہ رنگ میں تفرقہ اور پھوٹ پیدا کرتے ہیں …‘‘۔ فرمایا کہ ’’تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اُس کے اُن پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھلا دیتی ہے‘‘

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 385 تا 387)

اس زمانے میں اخباروں اور اشتہاروں کے ساتھ میڈیا کے دوسرے ذرائع کو بھی اس بیہودہ چیز میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ پس یہ لوگ جو اپنی ضد کی وجہ سے خدا تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اُس کی پکڑ میں آئیں گے۔ یہ ضد پر قائم ہیں اور ڈھٹائی سے اپنے ظالمانہ فعل کا اظہار کرتے چلے جا رہے ہیں۔ 2006ء میں جب ڈنمارک کے خبیث الطبع لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیہودہ تصویریں بنائی تھیں تو اُس وقت بھی مَیں نے جہاں جماعت کو صحیح ردّعمل دکھانے کی طرف توجہ دلائی تھی وہاں یہ بھی کہا تھا کہ یہ ظالم لوگ پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں اور اس پر بس نہیں ہو گی۔ اس احتجاج وغیرہ سے کوئی فرق نہیں پڑے گا جو اَب مسلمانوں کی طرف سے ہو رہا ہے بلکہ آئندہ بھی یہ لوگ ایسی حرکات کرتے رہیں گے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ اُس سے بڑھ کر یہ بیہودگی اور ظلم پر اتر آئے ہیں اور اُس وقت سے آہستہ آہستہ اس طرف ان کا یہ طریق بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

پس یہ ان کی اسلام کے مقابل پر ہزیمت اور شکست ہے جو ان کو آزادیٔ خیال کے نام پر بیہودگی پر آمادہ کر رہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یاد رکھیں کہ یہ لوگ اپنی قوم کے بھی خیرخواہ نہیں ہیں۔ یہ بات ایک دن ان قوموں کے لوگوں پر بھی کھل جائے گی۔ ان پر واضح ہو جائے گا کہ آج جو کچھ بیہودہ گوئیاں یہ کر رہے ہیں، وہ ان کی قوم کے لئے نقصان دہ ہے کہ یہ لوگ خودغرض اور ظالم ہیں۔ ان کو صرف اپنی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ کسی بات سے سروکار نہیں ہے۔

اس وقت تو آزادیٔ اظہار کے نام پر سیاستدان بھی اور دوسرا طبقہ بھی بعض جگہ کھل کر اور اکثر دبے الفاظ میں ان کے حق میں بھی بول رہا ہے اور بعض دفعہ مسلمانوں کے حق میں بھی بول رہا ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اب دنیا ایک ایسا گلوبل ویلیج بن چکی ہے کہ اگر کھل کر برائی کو برائی نہ کہا گیا تو یہ باتیں ان ملکوں کے امن وسکون کو بھی برباد کر دیں گی اور خدا کی لاٹھی جو چلنی ہے وہ علیحدہ ہے۔

امام الزمان کی یہ بات یاد رکھیں کہ ہر فتح آسمان سے آتی ہے اور آسمان نے یہ فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ جس رسول کی تم ہتک کرنے کی کوشش کر رہے ہو اُس نے دنیا پر غالب آنا ہے۔ اور غالب، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، دلوں کو فتح کر کے آنا ہے۔ کیونکہ پاک کلام کی تاثیر ہوتی ہے۔ پاک کلام کو ضرورت نہیں ہے کہ شدت پسندی کا استعمال کیا جائے یا بیہودہ گوئی کا بیہودہ گوئی سے جواب دیا جائے۔ اور یہ بدکلامی اور بدنوائی جو ان لوگوں نے شروع کی ہوئی ہے، یہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ختم ہو جائے گی۔ اور پھر اس زندگی کے بعد ایسے لوگوں سے خدا تعالیٰ نبٹے گا۔ یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اُن کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تمہارا کام اس رسول پر درود اور سلام بھیجنا ہے۔ ان لوگوں کی بیہودہ گوئیوں اور ظلموں اور استہزاء سے اُس عظیم نبی کی عزت و ناموس پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ تو ایسا عظیم نبی ہے جس پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں۔ مومنوں کا کام ہے کہ اپنی زبانوں کو اس نبی پر درود سے تر رکھیں۔ اور جب دشمن بیہودہ گوئی میں بڑھے تو پہلے سے بڑھ کر درود و سلام بھیجیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ یہی درود ہے اور یہی نبی ہے جس کا دنیا میں غلبہ مقدر ہو چکا ہے۔

(خطبہ جمعہ 21/ستمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غزل

جس نے در دوسرا نہیں دیکھا
اس کو بے دست و پا نہیں دیکھا

ہم غریبوں سے پیار کی باتیں
تجھ سا فرما روا نہیں دیکھا

جس گلی میں سخی کا ڈیرا ہے
اس گلی میں گدا نہیں دیکھا

راستہ دل کی راہ سے بڑھ کر
اتنا آراستہ نہیں دیکھا

منفرد تھی مہک مرے گل کی
تو نے، بادِ صبا! نہیں دیکھا

شاخ جو بھی شجر سے ٹوٹ گئی
اس کو پھر سے ہرا نہیں دیکھا

رابطہ جس کا اس کے ساتھ ہوا
اس کو بے آسرا نہیں دیکھا

شہر کی بھیڑ میں کہیں لوگو!
قدسیؔ بے نوا نہیں دیکھا

عبدالکریم قدسیؔ

نادیہ حمید زوجہ شیخ حمید اللہ

پیاری پھوپھو جان

میری پیاری پھوپھو جان کا نام جمیلہ بیگم تھا۔ وہ پیدائشی احمدی نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت شیخ محمد بخشؓ صاحب کی بہو تھیں۔ 10 دسمبر 2014 کو طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں تقریباً بعمر 73 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

آپ میری پھوپھو بھی تھیں اور ساس بھی تھیں، لیکن مجھے ہمیشہ وہ اپنی ماں جیسی لگتی تھیں۔ انھوں نے اپنی اولاد کی بہت اچھی تربیت کی اور مشکل حالات میں بہت صبر سے کام لیا۔ تقسیم ہند کے وقت اُن کی عمر تقریباً پانچ برس تھی۔ بہت ہی نیک اور پیار کرنے والی خاتون تھیں۔ خاص طور پر اپنی بہوؤں کا بہت خیال رکھتیں کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ جب کوئی معاملہ درپیش ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کی جگہ اپنی بہوؤں کی طرف داری کی۔ اپنی اولاد کی خاطر بہت دعا گو تھیں یہ ان کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ ان کی اولاد ایک کامیاب زندگی گزار رہی ہے۔

پھوپھو جان غریبوں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اگر کوئی انھیں اپنی تکلیف بتاتا تو ایسے محسوس کرتیں کہ گویا ان کی اپنی تکلیف ہے۔ خدا کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتی تھیں۔ جیب خرچ کے طور پر جو ملتا وہ سب کا سب غریبوں میں تقسیم کر دیتی تھیں۔ آپ خاص طور پر نماز کی پابند تھیں اور باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن پاک کیا کرتیں اور بلا ناغہ سورۃ یٰس کی تلاوت کیا کرتی تھیں۔ قرآن پاک صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ بچپن میں بعض مجبوریوں کے باعث قرآن کا تلفظ نہ سیکھ سکیں تو 60 سال کی عمر میں آ کر قرآن کا صحیح تلفظ بھی سیکھ لیا۔ سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق رمضان کے مہینے میں خاص طور پر صدقہ اور خیرات کا اہتمام کرتی تھیں۔ کوئی بھی سوالی آتا تو اسے خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔ خطبہ بالکل خاموشی اور توجہ کے ساتھ اور ٹیلی ویژن کے قریب بیٹھ کے سنا کرتی تھیں۔ پھوپھو جان بے انتہا خوبیوں کی مالک تھیں۔ بہت زیادہ دعا گو اور کثرت کے ساتھ درود شریف کا ورد کرنے والی تھیں۔ چندہ جات باقاعدگی کے ساتھ ادا کرتی تھیں۔ واقفین زندگی کے ساتھ بھی آپ کو گہرا لگاؤ تھا۔ محض اللہ کے فضل سے آپ کو وصیت کرنے کی بھی توفیق ملی اور بعد ازاں بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ ہمیشہ دعا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو کسی کا محتاج نہ کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش پوری کی اور 2 دن ہسپتال میں رہ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

وفات سے چند دن قبل ہی انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ کاش پیارے امام ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں چنانچہ انکی خواہش کے مطابق ازراہ شفقت پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کی نماز جنازہ غائب مورخہ 3 جنوری 2015 کو قبل از نماز ظہر وعصر بیت الفضل لندن میں پڑھائی جس کا اعلان بعد میں روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ 12 جنوری 2015 میں بھی شائع ہوا۔

پھوپھو جان کی اشد خواہش تھی کہ انکا کوئی پوتا حافظ قرآن بنے نیز مربی سلسلہ بھی ہو۔ چنانچہ آپ کی اس دیرینہ خواہش کے پیش نظر آپکا ایک پوتا عزیزم اطہر احمد ابن شیخ حمید اللہ صاحب محض اللہ کے فضل سے مدرسۃ الحفظ سے حفظ کورس مکمل کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے صحیح رنگ میں باعمل حافظ قرآن بنائے جبکہ دوسرا پوتا عزیزم شایان احمد ابن شیخ نعیم احمد جامعہ احمدیہ ربوہ کے چوتھے سال میں زیر تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو مقبول خدمت دین کی توفیق عطا کرتا چلا جائے (آمین)۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پھوپھو جان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ اور ہم سب میں ان کی نیک خوبیاں قائم رکھے اور انکی طرح خلافت کا شیدائی بنائے۔ اور جو بھی نیک دعائیں انہوں نے اپنی اولاد کے حق میں کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بپایہ قبولیت جگہ دے۔ (آمین ثم آمین)

آج کی دعا

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

استغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج کل کے حالات میں خدا تعالیٰ کا قرب پانے اور رنج وغم سے بچنے کے لئے مسلسل درود و استغفار کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔ میری یاد اور میرا ذکر تمہارے دلوں کو اطمینان دے گا۔ پس ان دنوں خدا تعالیٰ کا قرب پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پنج وقتہ نماز کا التزام کرنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو باجماعت نماز ادا کرنی چاہیے۔ درود شریف، استغفار اور کثرت سے ذکر الٰہی کریں۔ خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ اس طرح خدا تعالیٰ آپ کو قلبی سکون دے گا۔ اس وائرس کے دوران وہ لوگ جو میرے پاس رہ رہے ہیں انہوں نے بھی اور میں نے خود بھی کچھ برا محسوس نہیں کیا۔ میرا نہیں خیال کہ اس (وبا) نے ہم پر کوئی برا اثر چھوڑا ہے۔ میں بھی (الحمد للہ) ٹھیک ہوں اور آپ بھی ٹھیک ہی ہوں گے۔ اور وہ جو ٹھیک نہیں ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ نماز میں باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے مدد طلب کریں تو خدا تعالیٰ بھی ان کی مدد کرے گا۔ مزید یہ کہ مختلف ذکر کریں۔ کثرت سے استغفار اور درود شریف پڑھیں۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بھی پڑھیں۔ اور بہت سی دعائیں جو کہ Prayer Book میں درج ہیں وہ بھی پڑھیں۔ اس سے آپ کو اطمینان ملے گا۔

(ملاقات خدام الاحمدیہ MIDLANDS ستمبر 2021ء بحوالہ This week With Huzur

10 ستمبر 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام

خدا کی قسم وہ نبی ہے

قسط نمبر 4

آنحضرت ﷺ کو اللہ تبارک تعالیٰ نے ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے آخری عمر میں ذی الحجہ 8 ہجری میں ایک بیٹے ابراہیمؓ سے نوازا۔آپؐ اپنے بیٹے سے بے حد محبت کرتے تھے بچہ اپنی انا اُم سیفؓ کے ہاں مدینے کی نواحی بستی ’عوالی‘ میں پرورش پارہا تھا۔آپؐ وہاں تشریف لے جاتے۔بچے کو گود میں لے کر پیار کرتے چومتے۔ام سیف کے شوہر لوہار کا کام کرتے تھے گھر دھوئیں سے بھرا ہوتا مگر بچے کی محبت میں کھچے چلے آتے کچھ دیر بچے کے ساتھ رہتے اور رضاعی والدہ کی گود میں دے کر چلے جاتے۔

حضرتِ ابراہیمؑ بہت کم عمر لے کر آئے تھے۔بیمار ہوئے نزع کا عالم تھا آنحضورؐ تشریف لائے بچے کو گود میں اٹھا لیا۔اس کی تکلیف دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آگئے حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ ساتھ تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ ! آپ روتے ہیں؟ فرمایا ’’یہ رونا اور یہ آنسو رحمت ہیں‘‘

رسولِ خداؐ کا یہ لاڈلا بیٹا 19 شوال 10 ہجری صرف سولہ ماہ کی عمر میں وفات پا گیا۔آنحضور ﷺ نے صاحبزادے کی وفات پر انتہائی صبر کا نمونہ دکھایا۔بچے کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اُترے لاش کو ہاتھوں میں اُٹھا کر لحد میں رکھا اور فرمایا

’’جاؤ اپنے بھائی عثمانؓ بن مظعون کے پاس‘‘

حضرت عثمانؓ ایک صحابی تھے جو آنحضرت ﷺ کو بہت عزیز تھے۔اور اس واقعہ سے چھ سال پہلے وفات پا چکے تھے۔آپؐ کو غم کی حالت میں اپنے اس صحابی کی یاد آگئی۔شیر خوار بچے کو یاد کرتے ہوئے فرمایا

’’ابراہیم میرا بیٹا تھا وہ حالتِ شیرخوارگی میں ہی وفات پا گیا اس کے لئے دو انائیں ہیں جو جنت میں اس کی رضاعت کی مدت پوری ہونے تک اسے دودھ پلائیں گی‘‘

(مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان حدیث 2)

حضرتِ ابراہیمؓ کو اللہ تعالیٰ نے بڑے مرتبے سے نوازا تھا آپؐ نے فرمایا

وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَنَبِیٌّ

(’الفتاوی الحدیثیہ‘ صفحہ 671 علامہ ابنِ حجر ہیشمی مطبوعہ مصر 1970ء)

نیز آپؐ نے فرمایا

لَوعَاشَ (اِبْرَاھِیمُ) لَکَانَ صِدِّیقًا نَبِیًّا

ترجمہ: اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ سچا نبی ہوتا

(ابنِ ماجہ جلد اول باب 454 حدیث 2751)

آخری عمر کا بیٹا سچے راستباز نبی ہونے کی بشارت کا حامل قبر میں سلا کے اللہ کی رضا پہ راضی رہنے والے صبر جمیل کے پیکر نے اپنے غم کا اظہار ان درد انگیز الفاظ میں فرمایا

تَدْمَعُ الْعَيْنُ، وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ، وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ، وَإِنَّا بِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ

سولہ ماہ میں راہیء ملکِ عدم ہو جانے والے بچے کی استعداد کے بارے میں پڑھتے ہوئے اس دور کے مسیحاؑ اور ظلِّ محمد ﷺ کا ایک ایمان افروز واقعہ یاد آتا ہے۔حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کا بھی ایک سولہ ماہ کا بچہ فوت ہوا تھا۔دونوں بچوں کی اعلیٰ استعداد کے بارے میں پیش خبریاں تھیں۔دونوں کو اللہ تعالیٰ نے عمدہ رنگ میں صبر جمیل کی توفیق دی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 20/ فروری و 8/ اپریل 1886ء اور 7/ اگست 1887ء کو نَو سال کے اندر ایک غیر معمولی صفات کے حامل لمبی عمر پانے والے بیٹے کی پیدائش کے متعلق الہام مشتہر فرمائے تھے۔ان میں ایک غیر معمولی صفات کے حامل لڑکے کی پیشگوئی تھی جس کی عمدہ صفات اور لمبی عمر کے بارے میں بتایا گیا تھا۔اس میں ایک کم عمر والے مہمان کی پیشگوئی بھی تھی۔

15/ اپریل 1886ء کو صاحبزادی عصمت پیدا ہوئیں تو کم فہم معاندین نے شور مچانا شروع کر دیا کہ بیٹا کہا تھا بیٹی پیدا ہوگئی۔پھر سوا سال کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے 7/ اگست 1886ء کو ایک بیٹے سے نوازا جو صرف سولہ ماہ زندہ رہ کر 4/ نومبر 1888ء کو خالقِ حقیقی سے جاملا۔بشیر اول کی وفات پر مخالفین کو اپنی پراگندگیء طبع کے مظاہرے کا خوب موقع ہاتھ آیا۔ اور جتنا بس چلا مخالفت میں بغیر سوچے سمجھے شور مچا دیا۔حضرت اقدسؑ دوسرے بچے کی وفات پر اپنا صدمہ پس پشت ڈال کر راضی برضا دل کے ساتھ جماعت کو سنبھالنے کی فکر میں لگ گئے۔اور اس وفات میں مضمر اللہ جل شانہ کی قدرتوں کے کئی رنگ دکھانے کے لئے مضمون لکھا۔جس میں مومنین کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیشگوئی پوری ہونے کے کئی رخ اور بدخواہوں کے اعتراضات کے جوابات میں سیر حاصل مدلل بحث کی۔

اس بچے کی پیدائش سے پہلے اس پسرِ متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئیں تھیں جو اس کی پاکیزگی روح اور بلندیء فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادتِ جبلی کے متعلق تھیں اور اس کی کاملیتِ استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں۔‘‘

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد دوم صفحہ 450)

اس بچے کے بارے میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ نے بعض الہامات میں یہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے ذاتی استعدادوں میں اعلیٰ درجہ کا ہے اور دنیوی جذبات بکلی اس کی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اس میں بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی روح اپنے اندر رکھتا ہے اور اس کا نام بارانِ رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال و جمال وغیرہ اسماء بھی ہیں‘‘۔

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد دوم صفحہ 453)

آنحضرت ﷺ اور حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام پر اس اعتراض کے جواب میں کہ کم عمری میں وفات پانے والے بچے کی صفات کیسے معلوم ہوتی ہیں۔درجِ ذیل اقتباس دیکھئے۔حضرت اقدسؑ تحریر فرماتے ہیں

’’بعض بچے ایسے کامل الخِلقت ہوتے ہیں کہ صدیقوں کی پاکیزگی اور فلاسفروں کی دماغی طاقتیں اور عارفوں کی روشن ضمیری اپنی فطرت میں رکھتے ہیں اور ہونہار دکھائی دیتے ہیں مگر اس عالمِ بے ثبات پر رہنا نہیں پاتے۔اور کئی ایسے بچے بھی لوگوں نے دیکھے ہوں گے کہ ان کے لچھن اچھے نظر نہیں آتے اور فراست حکم کرتی ہے کہ اگر وہ عمر پاویں تو پرلے درجے کے بدذات اور شریر اور جاہل اور ناحق شناس نکلیں۔ ابراہیم لختِ جگر آنحضرت ﷺ جو خوردسالی میں یعنی سولھویں مہینے میں فوت ہوگئے اس کی صفاتی استعداد کی تعریفیں اور اس کی صدیقانہ فطرت کی صفت و ثنا احادیث کے رو سے ثابت ہے’ ایسا ہی وہ بچہ جو خوردسالی میں حضرت خضرؑ نے قتل کیا اس کی خباثتِ جبلی کا حال قرآنِ شریف کے بیان سے ظاہر وباہر ہے۔

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد دوم صفحہ 454)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

آ گیا تو آپؐ نے اس کوڑے کے ساتھ جو آپؐ نے پکڑا ہوا تھا مجھے جلدی سے پیچھے ہٹایا اور کہا بسم اللہ۔تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ راوی کہتے ہیں مَیں نے وہ رات اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے گزار دی۔ مَیں اپنے دل میں بار بار سوچتا تھا کہ مَیں نے رسول اللہؐ کو تکلیف دی ہے۔ جب صبح ہوئی تو ایک شخص آیا اور پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟۔ مَیں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ مَیں یہاں ہوں اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہؐ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا تم نے کل اپنی جوتی سے میرے پاؤں کو لتاڑ ہی دیا تھا اور تم نے مجھے تکلیف پہنچائی تھی لیکن مَیں نے تمہیں کوڑے کے ساتھ اپنے پاؤں سے پیچھے کیا تھا۔تو یہ جو ہلکا سا کوڑا مَیں نے تمہیں مارا تھا یہ، اسّی (80) دُنبیاں ہیں، بکریاں ہیں، بھیڑیں ہیں انہیں اس کے بدلہ میں لے لو۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 473 باب ما یذکر فیہ صفۃ ﷺ الباطنۃ وان شارکہ فیھا غیرہ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو دیکھیں اس رحمۃ للعالمین کا اپنے چاکروں سے کیا حسن سلوک ہے۔تکلیف بھی آپؐ کو پہنچی ہے۔ اس تکلیف سے اپنے پاؤں کو آزاد کروانے کے لئے ہلکے سے کوڑے کے اشارے سے دوسرے کا پاؤں پیچھے ہٹایا ہے تو ساری رات آپؐ کے دل میں یہ خیال رہا کہ چاہے یہ ہلکا سا کوڑا ہی سہی۔ مَیں نے یہ کیوں مارا۔ اس سے اس کو تکلیف پہنچی ہوگی۔ اپنی تکلیف کا کوئی احساس نہیں رہا۔جس کو کوڑا مارا وہ اپنی غلطی پر شرمندہ ہے۔ وہ ساری رات سو نہیں سکا کہ مَیں نے آنحضرتؐ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ لیکن یہ سراپا رحمت صبح اٹھ کر کہتے ہیں کہ تمہیں میرے ذریعہ سے تھوڑی سی جو تکلیف پہنچی تھی یہ اس کا بدلہ ہے۔ یہ اسّی (80) بھیڑیں ہیں یہ لے لو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 مارچ 2007)

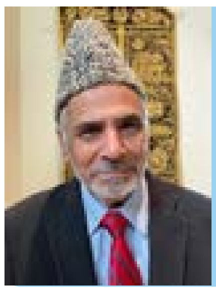

ڈاکٹر محمود احمد ناگی ۔ کولمبس اوہایو، امریکہ

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو تبلیغ کے لئے امریکہ بھجوائے جانے کا پس منظر

امریکہ میں احمدیت کا پودا خدا تعالیٰ کی منشاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات سے لگا۔ خدا تعالیٰ نے آپؑ کو الہام کے ذریعہ یہ واضع پیغام دیا۔ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔‘‘

(الحکم جلدنمبر 2، نمبر 5۔ 6، 27 مارچ، اپریل 1898ء، صفحہ 13)

امریکہ کے انگریز باشندے الیگزانڈر ویب، الیف ایل اینڈرسن، چارلس فرانسس سیورائٹ اور جارج بیکر آپ علیہ السلام سے خط و کتابت یا آپؑ کے جاری کردہ ریویو آف ریلیجنز کے مطالعہ سے بشرفِ اسلام ہوئے۔ ان احباب کے دلوں میں خدا تعالیٰ نے احمدیت کی ایسی محبت قائم کر دی کہ ان میں سے کئی نے امریکہ سے قادیان دارالامان کا سفر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بیرون ممالک کے کئی جریدوں کو خطوط لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپؑ نے ایک خط ہنری اولکوٹ (Henry Olcott) کو لکھا جو تھیوسوفسٹ (Theosophist) کا مدیر اور بانیوں میں سے تھا۔ یہ رسالہ انڈیا اور انگلستان سے بیک وقت شائع ہوتا تھا۔ خط و کتابت کا سلسلہ کافی عرصہ جاری رہا۔ ان دنوں صحافت کی دنیا کے کچھ اصول ہوا کرتے تھا۔ آپؑ کے خطوط اور ان کے جوابات اس جریدہ میں بغیر کانٹ چھانٹ چھپتے رہے۔ اسی طرح آپؑ نے دنیا کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے اور اپنی جماعت کے احباب کی دنیا اور آخرت کی اصلاح کے لئے ۸۰ کے قریب شہرہ آفاق کتب تحریر فرمائیں۔

اب میں اس پس منظر کو پیش کرتا ہوں جو میرے اس مضمون کا عنوان ہے۔ تبلیغ کے موضوع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 17 مارچ 1919ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر جو خطاب فرمایا تھا اس سے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔

(انوارالعلوم جلد 4، خطاب جلسہ سالانہ 17 مارچ 1919ء، صفحہ 421 تا 426)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’موجودہ حالات اور ایک رؤیا کے ماتحت مجھے تبلیغ کی طرف خاص خیال پیدا ہوا۔ وہ رؤیا یہ ہے میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کہیں سے تیزی کے ساتھ گھر آئے ہیں۔ اور میں نے آپ کو کہا ہے کہ آپ اتنی دیر کے بعد آئے ہیں اب کچھ عرصہ یہاں ٹھہریں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نہیں ٹھہر سکتا۔ میں پانچ سال امریکہ رہا ہوں اور اب حکم ہوا ہے کہ بخارا جاؤں۔ اس سے میں نے سمجھا ہے کہ امریکہ حق کے قبول کرنے کے لئے تیار ہوگیا ہے اور بخارا تیار ہورہا ہے اس لئے ایک ایک مشن وہاں ضرور قائم ہونا چاہیے۔

وہ امریکہ جس میں حضرت مسیح موعودؑ پانچ سال رہے ہیں وہ بلا رہا ہے۔ اور بخارا جس میں اب جا بسے ہیں وہ بلا رہا ہے۔ فی الحال یہ مشن ہیں جنہیں فوراً قائم کرنے کی ضرورت ہے اور ان کے قیام کے لئے ابھی سے کوشش شروع ہو جانی ضروری ہے۔ امریکہ و بخارا، ایران، کابل اور عرب یہ پانچ مشن بنتے ہیں۔ اور جو ان سے پہلے مشن قائم ہیں وہ الگ ہیں۔ اور ان کے لئے بھی مبلغ بھیجنے کی ضرورت ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انگلستان میں مشن قائم کرنے کی وجہ سے جماعت پر بہت بوجھ پڑ گیا ہے۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے وہ بوجھ ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا سے عشق کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ کسی نے کہا ہے

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

تم لوگوں نے خدا سے محبت لگائی ہے۔ پس ابھی یہ کیا بوجھ ہے آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔ دیکھو خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنۡ یُّتۡرَکُوۡۤا اَنۡ یَّقُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا وَ ہُمۡ لَا یُفۡتَنُوۡنَ

کیا یہ ہوسکتا ہے کہ مسلمان صرف یہ کہکر چھوٹ جائیں کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کا امتحان نہ لیا جائے۔ ہر گز نہیں۔

آج تم ذلیل سمجھے جاتے ہو تمہیں کوئی عزت حاصل نہیں لیکن وہ وقت آنے والا ہے جب تمہارے ساتھ تعلق رکھنا لوگ عزت سمجھیں گے۔‘‘

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مفتی محمد صادق کو 1914ء اپنے دستِ مبارک سے ایک مکتوب تحریر کیا:

’’آپ مسیح موعود علیہ السلام کا ایلچی بن کر امریکہ پہنچیں‘‘۔ بعد میں آپ کو انگلستان بھجوانے کا فیصلہ ہوا۔

(حضرت مفتی محمد صادق مرتبہ امتہ الباری ناصر، صفحہ 187)

جلسہ سالانہ کی ایک تقریر کے دوران جو 27 دسمبر 1919ء کو ہوئی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

امریکہ کے متعلق ایک رؤیا میں نے پہلے سنائی تھی اب ایک اور ہوئی ہے۔ مفتی صاحب عنقریب ان شاء اللہ امریکہ چلے جائیں گے۔

(الفضل 8 جنوری 1920ء، صفحہ 7)

مفتی محمد صادق 26 یا 28 جنوری 1920ء کو لورپول انگلستان سے بذریعہ بحری جہاز 15 فروری 1920ء فلاڈلفیا امریکہ پہنچے جہاں امیگریشن حکام نے انہیں ایک مکان میں قید کر دیا اور امریکہ میں داخلے کی اجازت نہ دی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کہا:

’’امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ

ہے ہم امریکہ کے اردگرد علاقوں میں تبلیغ کریں گے۔ اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے۔ اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔‘‘

(الفضل 15 اپریل 1920ء، صفحہ 8)

مفتی محمد صادق آخر کار 20 مئی 1920ء یعنی 35 دن کی حراست کے بعد رہا ہوئے اور نیویارک میں ایک کرائے کے مکان نمبر 245 ویسٹ، 72 سٹریٹ سے مشنری کا کام شروع کر دیا۔

(الفضل 14 جون 1920ء، صفحہ 1)

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت، امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں اور حضرت مصلح موعودؓ کی دو رؤیا امریکہ میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی بنیاد کا سبب بنیں۔ حضرت مفتی محمد صادق کا سفر امریکہ شروع ہوا۔ یہ مجاہد احمدیت تن تنہا تبلیغی میدان میں امریکہ کو فتح کرنے پہنچ گیا۔ اس داعی اللہ کے پاس غیر معمولی وسائل نہ تھے لیکن خلیفہ وقت اور جماعت کی بھرپور دعائیں تھیں۔ آپؓ نے مختلف شہروں میں بہت سے لیکچر دیئے، اخبارات میں مضامین لکھے اور اشتہارات چھپوائے۔ اعلیٰ شخصیات کو خطوط لکھے۔ اپنی آمد کے پہلے سال میں ہی دی مسلم سن رائز اخبار کا اجراء کیا۔ مسجد الصادق قائم کی۔ کئی احمدیہ مشنز کی بنیاد رکھی۔ اس دوران امریکہ میں احمدیوں کی تعداد کا تخمینہ 7000 لگایا جاتا ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق امریکہ میں کامیاب تبلیغی کاوشوں کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر 4 دسمبر 1923ء کو واپس قادیان چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود کے شعری مجموعہ دُرِّثمین کے دو اشعار آخر میں پیش خدمت ہیں جو مضمون کی روح ہیں۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

مبشر احمد مشتاق

وقف زندگی کی اہمیت و برکات

خدا تعالیٰ نے جن و انس کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف اپنی عبادت قرار دیا ہے۔ اور جب بھی نیکی اور بدی دونوں سرشتوں سے سرشار حضرت انسان اپنے اس مقصدِ حقیقی سے دُور ہوا خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادے بھیج کر اس کی راہنمائی فرمائی۔ اور ہر بار وقت اور زمانہ کے موافق یہ فرستادے یا تو عقائد سابقہ کی اصلاح کر دیتے یا پھر حکم ایزدی کے تحت ایک نئے عقیدہ اور نئے مذہب کی بنیاد رکھ دیتے۔ اور پھر اس نئے مذہب کی آبیاری کے لیے خدا تعالیٰ اس کے ماننے والوں کو کچھ رستے بھی دکھا دیتا جس سے اِس مذہب کے عقائد کی بقاء وابستہ ہوتی۔ اور اس سے دوسروں کی ہدایت کے سامان پیدا ہو جاتے اور ان کو بار بار ان کے مقصد حقیقی کو یاد کروا دیا جاتا۔

چنانچہ خدا تعالیٰ اسی ضمن میں فرماتا ہے کہ:

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(اٰل عمران:105)

ترجمہ: اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

سورۃ اٰل عمران کی اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے من حیث القوم کامیابی کا نسخہ بتا دیا ہے کہ کسی بھی ملت یا مذہب کی بقاء کے لیے یہ امر بہت ضروری ہے کہ اس میں ہمیشہ کچھ ایسے وجود موجود رہیں جو نہ صرف خود نیکوکار اور عبادت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والے ہوں بلکہ اپنے کمزور ساتھیوں کو بھی ان راہوں پر چلنے کی تحریک کرنے والے ہوں۔ اور جہاں وہ خود برائیوں سے محفوظ رہیں وہاں معاشرہ میں موجود دیگر برے عناصر کی روک تھام کے لیے بھی جدوجہد کرتے رہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ’’وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ‘‘ میں خدا تعالیٰ نے جس گروہِ خاص کا ذکر کیا ہے وہ کن خصوصیات کا حامل ہو اور وہ کس طرح ’’یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‘‘ اور ’’یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ‘‘ جیسے فرائض کو سرانجام دے۔ چنانچہ اس کے لیے بھی ہمیں قرآن کریم راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ اور سب سے پہلے تو اس گروہ کے لیے جس شرط کا اعلان کرتا ہے وہ انبیاء کی راہیں ہیں کہ یہ وجود خود کو ایسے فنافی الرحمٰن کر دیں کہ ان کی روح یہ اقرار کر رہی ہو کہ:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(الانعام:163)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جب کوئی انسان خدا تعالیٰ کی ذات میں اس قدر فنا ہو جائے کہ اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو جائے تو خدا تعالیٰ اس کی زبان میں وہ تاثیر اور اس کے کلام میں وہ اثر ضرور پیدا کر دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے اپنی بات منوا سکے اور انہیں راہِ راست پر لا سکے۔ چنانچہ یہ وقف کا سب سے اعلیٰ درجہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے انبیاء کو نصیب ہوتا ہے اور وہ خدا کی ذات سے ایسے وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کا چلنا، پھرنا، سونا، جاگنا، اُٹھنا، بیٹھنا، بولنا سب خدا کے لیے ہو جاتا ہے اور ان کا سانس سانس عبادت بن جاتا ہے۔

اس وقفِ عظیم کی مثال ہمیں ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کی زندگی سے لیکر ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور پھر آپؐ کے غلام صادق امام آخر الزماں حضرت مسیح موعودؑ تک خدا کے ہر فرستادے میں ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کی اطاعت عظیم اور وقف کو بیان کرتے ہوئے قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِذۡ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسۡلِمۡ ۙ قَالَ اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(البقرۃ:132)

ترجمہ: (یاد کرو) جب اللہ نے اُس سے کہا کہ فرمانبردار بن جا۔ تو (بے ساختہ) اس نے کہا میں تو تمام جہانوں کے رب کے لیے فرمانبردار ہو چکا ہوں۔

پھر حضرت ابراہیم نے اس وقف اور فرمانبرداری کا نہ صرف خود حق ادا کر دیا بلکہ اپنی اولاد اور آنے والی نسل کو بھی اس کی تحریک فرما دی۔ اور اپنے بیٹے کو خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آئے۔ اور جب ذبح عظیم جو کہ دراصل وقف عظیم تھا کا ذکر کیا تو آپ کے فرمانبردار بیٹے حضرت اسماعیلؑ نے ’’اِفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ‘‘ کی صدا بلند کر کے رہتی دنیا تک وقف کی عظیم مثال قائم کر دی۔ خدا تعالیٰ نے اس کا ثمرہ یہ عطا کیا کہ آپ کی ذرّیت میں سے کائنات کا سب سے اعلیٰ وجود مبعوث فرما دیا۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے مومنین کو بھی تفقّہ فی الدین کی تحریک کی تا ہر دور میں رشد کا سلسلہ جاری رہے اور ہدایت کے سامان پیدا ہوتے رہیں۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا کَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِیَنۡفِرُوۡا کَآفَّۃً ؕ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَۃٍ مِّنۡہُمۡ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَلِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَہُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَیۡہِمۡ لَعَلَّہُمۡ یَحۡذَرُوۡنَ

(التوبہ:122)

ترجمہ: مومنین کے لیے ممکن نہیں کہ وہ تمام کے تمام اکٹھے نکل کھڑے ہوں۔ پس ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان کے ہر فرقہ میں سے ایک گروہ نکل کھڑا ہوتا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور وہ اپنی قوم کو خبردار کریں جب وہ ان کی طرف واپس لوٹیں تا کہ شاید وہ (ہلاکت سے) بچ جائیں۔

جب ہم آنحضرت ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا وقف ملتا ہے کہ جس کہ سامنے فرشتے بھی سرنگوں ہیں۔ آپ ﷺ کی سانس سانس خدا کے لیے محوِ حمد نظر آتی ہے اور اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ آپؐ نے مقصد حقیقی کے لیے گزارا۔ لوگوں کے ظلم و تشدّد کے باوجود آپؐ کبھی اپنے مقصد سے پیچھے نہ ہٹے۔ عبادت کا یہ عالم کہ ساری ساری رات خدا کے حضور سر بسجود رہتے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضورؐ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے یہاں تک کہ قیام کی وجہ سے آپ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹنے لگ جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ نے تو آپؐ کو ہر قسم کی لغزشوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہوا ہے اور آپ کے تو اگلے پچھلے سب قصور معاف ہیں۔ پھر آپؐ اس قدر کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں؟ اس پر حضور ﷺ نے جواباً فرمایا کہ ’’اَفَلَا اُحِبُّ اَنۡ اَکُوۡنَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا‘‘ کہ کیا میں خدا تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

پھر آپ ﷺ کی ذات میں پیغام حق پہنچانے اور ظلمت زدہ انسانیت کو گمراہی سے بچانے کے لیے جو درد تھا اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ طائف کی بستی میں جب پیغام حق پہنچانے گئے تو اُن بدبختوں نے آپ پر طرح طرح کے مظالم کیے اور آپؐ کو زخمی کر دیا۔ لیکن واپسی پر جب ایک جگہ قیام تھا تو وہاں بھی فکر تھی تو اس بات کی کہ کس طرح پیغام حق پہنچایا جائے۔ غرض یہ کہ آپؐ کی ساری زندگی ’’اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ‘‘ (الانعام:163) (میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے) کے مرتبہ کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ اور آپؐ کی یہ حالت ہمارے لیے بھی اسوہ حسنہ ہے کہ ہم بھی اپنی پیدائش کے مقصد کو ہمیشہ مدِّنظر رکھیں اور اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی عبادت اور پیغام حق دوسروں تک پہنچانے کے لیے وقف کریں۔

خدا تعالیٰ نے آپؐ کی امت کو خیر الامت کے لقب سے نوازا اور یہ لقب بھی وقف کی اس صفت عظیم کی وجہ سے ہی ملا جس کا ذکر اوپر ’’یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‘‘ اور ’’یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ‘‘ کے الفاظ میں آچکا ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

’’کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ‘‘

(اٰل عمران:111)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لیے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

پھر آپ ﷺ کی امت میں وہ آخری مصلح جس کا انتظار دنیا کی ہر قوم کر رہی تھی جب مبعوث ہوا تو زمانہ طرح طرح کی ظلمات میں مبتلا تھا اور دنیا مادیت کی طرف بھاگ رہی تھی اور مقصد حقیقی سب کو بھول چکا تھا۔ لیکن سیدنا مسیح پاکؑ نے ایک بار پھر توحید کی صدا بلند کی اور دنیا کو حق کی دعوت دی۔ اور اپنی زندگی خدا کی خاطر وقف کر کے امت مسلمہ کے لیے ایک نیا نمونہ قائم کیا۔ آپؑ وقف کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اُس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں، بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا۔ جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمہ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور

یہ ہو نہیں سکتا جب تک خدا تعالیٰ کے سامنے غیرت کا چولہ اُتار کر آستانۂ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کرلے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں، تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لیے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیمؑ بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ:

ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو
اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو

تم ان راہوں سے آؤ۔ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں۔ لیکن اُن سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے، پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو پھینک دے۔ تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہو گا جو وفاداری کو چھوڑ کر غداری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو۔

تم پر خدا تعالیٰ کی حجت سب سے بڑھ کر پوری ہوئی ہے۔ تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا ہے۔ پس تم خدا تعالیٰ کے الزام کے نیچے ہو، اس لیے ضروری ہے کہ تقویٰ اور خشیت تم میں سب سے زیادہ پیدا ہو۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 138-139)

اسی طرح اس زمانہ کے حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعودؑ بندگانِ خدا کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کے بندے کون ہیں؟ یہ وُہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے اُن کو دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا، اپنے مال کو اُس کی راہ میں صرف کرنا اُس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں، مگر جو لوگ دُنیا کی املاک و جائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں، وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں، مگر حقیقی مومن اور صادق مُسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے، تا کہ وہ حیاتِ طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس للّٰہی وقف کی طرف ایماء کر کے فرماتا ہے۔ ''مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ'' (البقرہ:113) اس جگہ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ کے معنی یہی ہیں کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور اپنی جان، مال، آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے۔ خدا ہی کے لیے وقف کرے اور دُنیا اور اُس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا دے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 364)

برکات

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

''بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ''

ترجمہ: نہیں نہیں، سچ یہ ہے کہ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔ اور ان (لوگوں) پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

اسی طرح حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم! تیرے ذریعے سے ایک آدمی کا بھی ہدایت پا جانا اعلیٰ درجے کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح مسلم کتاب العلم باب من سنّ حسنة او سیئة)

اسی طرح ایک مشہور حدیث ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ ''اَلدَّالُ عَلَى الخَيرِ كَفَاعِلِهِ'' کہ نیکی کی طرف راغب کرنے والا بھی نیکی کرنے والے ہی کی طرح ہوتا ہے۔

پھر خدا تعالیٰ کی خاطر وقف کرنے اور تفقّہ فی الدین حاصل کرنے پر خدا تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

''مَنۡ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُهِمَّهٗ وَيَرۡزُقُهٗ مِن حَيثُ لَا يَحۡتَسِبُ''

(ابن ماجہ باب فضل العلماء و الحث علیٰ طلب العلم)

یعنی جو شخص بھی اپنے اندر تفقّہ فی الدّین پیدا کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے اور اس کے لیے ایسی جگہوں سے رزق کے سامان مہیا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعودؑ عمر بڑھانے کا نسخہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر انسان چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کر دے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکہ نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جائے گا۔

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاء کلمۃ الاسلام میں مصروف ہو جاوے اور خدمت دین میں لگ جاوے اور آجکل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے یونہی چلی جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 563)

ایک اور مقام پر آپؑ وقف کو نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نجات اس کو ملتی ہے جس نے اپنا سارا وجود اللہ کی راہ میں سونپ دیا۔ یعنی اپنی زندگی کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا اور اس کی راہ میں لگا دیا۔ اور وہ بعد وقف کرنے اپنی زندگی کے نیک کاموں میں مشغول ہو گیا اور ہر ایک قسم کے اعمال حسنہ بجالانے لگا پس وہی شخص ہے جس کو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ملے گا اور ایسے لوگوں پر نہ کچھ ڈر ہے اور نہ وہ کبھی غمگین ہونگے یعنی وہ پورے اور کامل طور پر نجات پا جائیں گے۔''

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 143-144)

وقف کرنا جاں کا ہے کسبِ کمال
جو ہو صادق وقف میں ہے بے مثال
چمکیں گے واقف کبھی مانند بدر
آج دنیا کی نظر میں ہیں ہلال

بقیہ: روایتی انسانی حقوق کی پامالی...... از صفحہ 8

سے اختلاف کا معاملہ ہے تو بغیر کسی لیت و لعل کے مقدمہ بہت سادہ ہے کہ ریاست کو یہ حق ہی حاصل نہیں کہ وہ کسی کا عقیدہ طے کرے یا عقیدہ بدلنے پر مجبور کرے۔ قرآن و سنت کی تعلیمات جماعت احمدیہ کے اس مؤقف کی بھرپور تائید کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا تھا۔ اس پورے مقدمہ کی کارروائی اسی موضوع پر ہے کہ یہ قانون قرآن و سنت کے منافی ہے۔ یہ پوری کارروائی ''وفاقی شرعی عدالت میں'' کے نام سے شائع شدہ ہے اور الاسلام ڈاٹ آرگ پر بھی موجود ہے۔

ایک ایسے ملک میں جہاں لوگوں کو یہ بات گھول کر پلائی گئی ہے کہ احمدی آئین و قانون کو نہیں مانتے۔ اس ملک کا سب سے معزز ادارہ عدلیہ جو شہریوں کو حقوق دلانے کا سب سے بڑا ذمہ دار ہے کی کارکردگی کا یہ حال ہے کہ ورلڈ جسٹس پراجیکٹ 2021ء کی درجہ بندی کے مطابق پاکستان 139 ممالک کی فہرست میں 130 ویں نمبر پر ہے۔ قانون کی حکمرانی کے حوالے سے پاکستان کی یہ رینکنگ نہ صرف دنیا میں بہت نیچے ہے بلکہ خطے میں صرف افغانستان کی کارکردگی پاکستان سے بدتر ہے۔ جنوب ایشیائی ممالک میں بھی پاکستان کی رینکنگ حوصلہ افزا نہیں ہے اور اس حوالے سے نیپال، سری لنکا، انڈیا اور بنگلہ دیش جیسے ممالک کی کارکردگی پاکستان سے بہتر ہے۔

معروف قانون داں علی احمد کرد کا کہنا ہے کہ ملک بہت خطرناک صورتحال سے گزر رہا ہے اور ملک میں ہر ادارے کی ابتری کی عکاسی یہ بین الاقوامی رپورٹ بھی کر رہی ہے۔ انہوں نے ڈی ڈبلیو کو بتایا۔ ''ایسا لگتا ہے کہ ملک میں کوئی عدالت، کوئی پارلیمنٹ، کوئی حکومت وجود نہیں رکھتی۔ لوگوں کے بنیادی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ بولنے اور سوچنے کی آزادی پر قدغن لگائی جا رہی ہیں۔'' اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بدعنوانی کو قابو کرنے، بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ اور ریگولیشنز کے حوالے سے پاکستان کی کارکردگی انتہائی بری ہے۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان کے سابق چیئر پرسن ڈاکٹر مہدی حسن کا کہنا ہے کہ ''اس میں پاکستان کی رینکنگ اس لیے کمزور ہے کیونکہ پاکستان کبھی بھی بنیادی انسانی حقوق یا گورننس کے کسی بھی مسئلے پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ ڈاکٹر حسن نے ڈی ڈبلیو کو بتایا، ''ملک میں بنیادی انسانی حقوق عوام کو دینے کا کوئی تصور نہیں''۔

(بحوالہ ڈی ڈبلیو اردو 20 اکتوبر 2021ء)

دیگر عوامل کے ساتھ وطن عزیز میں اقلیتوں کے حقوق کی مسلسل پامالی کا شاخسانہ ہے کہ پاکستان فیٹف کی درجہ بندی میں گرے لسٹ میں ہے اور بلیک لسٹ ہونے کی تلوار سر پہ لٹک رہی ہے۔ دنیا گلوبل ویلج ہے جہاں سوشل میڈیا کے توسط سے ہر خبر پلک جھپکنے میں دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں پہنچ جاتی ہے۔ کسی ریاست کا اپنے شہریوں سے بھید بھاؤ کا سلوک زیادہ دیر تک دنیا کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ شہریوں کے حقوق کی کماحقہ ادائیگی سے ہی دنیا کسی کا قد کاٹھ طے کرتی ہے نہ کہ بڑے بول بولنے سے۔ اگر اس بارے میں سنجیدگی سے موثر اقدامات نا کیے گئے تو سرمئی سے سیاہ لسٹ میں جاتے دیر نہیں لگنی۔

ابوحمزہ ظفر

10دسمبر، انسانی حقوق کے حوالہ سے ایک تحریر

روایتی انسانی حقوق کی پامالی-ذمہ دار کون؟

حقوق کی ذیل میں جب بات کی جائے شہریوں پر ریاست کے حقوق کی تو ایسی ریاست ہی مثالی ہوسکتی ہے جو اپنے شہریوں کے درمیان رنگ ونسل، مذہب، زبان سمیت کسی نوع کی تفریق نہ کرے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام شہریوں کے درمیان مساوات کو یقینی بنائے جس کے لیے ایک آئین مرتب کیا جاتا ہے۔ آئین کسی ریاست کا بنیادی ڈھانچہ یا نقشہ ہوتا ہے جس میں یہ طے کیا جاتا ہے کہ امور مملکت کس طرح چلائے جائیں گے نیز شہریوں کی آزادی اور حقوق کا تعین کیا جاتا ہے۔ آئین سازی کے مجاز منتخب عوامی نمائندے ہوتے ہیں جن کی ذمہ داری ہے کہ عوامی امنگوں کے تحت ایک ایسا متفق علیہ دستور بنایا جائے جس میں کسی طبقہ کی کسی نوع کی حق تلفی نہ ہو۔ اگر آئین میں تسلیم کیے گئے حقوق شہریوں تک نہیں پہنچ پا رہے تو اس کے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں، قانون میں سقم ہو سکتا ہے یا مجاز ریاستی ادارے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں ناکام ہیں۔

وطن عزیز میں عوامی حقوق کا احوال بھی سن لیں۔ برطانیہ کے ایک تجزیاتی ادارے Maplecroft کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں روایتی انسانی حقوق کی پامالی میں خطرناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ صورتحال کس قدر سنگین ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان انسانی حقوق کی درجہ بندی میں صرف شام اور کانگو جیسے جنگ زدہ ممالک سے بہتر ہے۔ پاکستان اُن چار ممالک میں شامل ہے جہاں شہریوں کے بنیادی حقوق کو سنگین خطرات لاحق ہیں۔ جب کوئی عالمی ادارہ ایسی چشم کشا رپورٹ منظر عام پر لاتا ہے تو مجاہدین ملت فوراً اس میں سے یہودی و نصرانی سازش کشید کر لیتے ہیں، اپنی اداؤں پر مگر غور نہیں کرتے۔

کسی بھی ملک کا آئین شہریوں کے حقوق کے تحفظ کا ضامن ہوتا ہے۔ لیکن 1947ء میں متحدہ ہندوستان سے علیحدگی کے بعد 1973ء تک ارباب اختیار کو متفقہ آئین بنانے کی توفیق نہ مل سکی۔ جبکہ دوسری طرف بھارت نے 1949ء میں اپنا آئین بنا لیا تھا۔ بھارت کا آئین دنیا کے کسی بھی ملک کا سب سے بڑا آئین ہے جس کا ذخیرہ الفاظ 146,385 انگریزی الفاظ پر مشتمل ہے۔

وطن عزیز میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935ء کو ہی عارضی طور پر آئینی اساس تسلیم کر کے ضرورت کے حساب سے ترامیم کے ساتھ امور مملکت چلائے جاتے رہے تاوقتیکہ 1973ء میں متفقہ آئین بنا لیا گیا۔

بنظر انصاف دیکھا جائے تو شہری حقوق کی ذیل میں تسلیم کیے گئے شہری استحقاق کی نفی خود اسی آئین میں ہی موجود ہے۔ مثلاً دستور پاکستان کے باب ایک میں بنیادی حقوق کی شق نمبر دو میں لکھا ہے۔

’’مملکت کوئی بھی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بایں طور عطاء کردہ حقوق کو سلب کرے یا کم کرے اور ہر وہ قانون جو اس شق کی خلاف ورزی میں وضع کیا جائے اس خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا‘‘۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور (ترمیم شدہ لغایت 28 فروری 2012ء صفحہ 5)

اسی باب کی شق نمبر 12 مذہب کی پیروی اور مذہبی اداروں کے انتظام کی آزادی کا حق تسلیم کرتی ہے اور بلا تفریق ریاست کے ہر شہری کو اپنے مذہب اور جو بھی اس کا عقیدہ ہو اس پر عمل کرنے کا مکمل اور غیر مشروط حق دیتی ہے۔ چنانچہ دستور میں لکھا ہے۔

(الف) ’’ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق ہوگا: اور (ب) ہر مذہبی گروہ اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہبی ادارے قائم کرنے، برقرار اور ان کا انتظام کرنے کا حق ہوگا‘‘۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور (ترمیم شدہ لغایت 28 فروری 2012ء صفحہ 12)

بنیادی حقوق اور حکمت عملی کے اصول کے تحت باب ایک میں اصول وضع کیا گیا ہے کہ مملکت کوئی بھی ایسا قانون بنانے کی مجاز نہیں جو شہری کو تفویض کیے گئے کسی حق کو سلب کرنے کا موجب بنے۔ ان حقوق کو تفصیل سے نیچے بیان کیا گیا ہے جس میں واضح طور پر شہری کی مذہبی آزادی کے حق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی اصول کے تحت اگر کوئی قانون ایسا بنایا جائے گا یا بنانے کی کوشش کی جائے گی جو شہری کو مذہبی آزادی کے حق سے محروم کر رہا ہو تو وہ بنیادی حقوق کے آرٹیکل 8 کی شق ’’ب‘‘ کے تحت کالعدم شمار ہوگا۔ یعنی اس قانون کی کوئی اہمیت نہیں ہوگی اور اگر ایسا قانون بن جائے تو آئین کی رو سے ہی کالعدم شمار ہوگا۔

یہاں تک بات واضح ہے جس میں اگر مگر چونکہ چنانچہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی۔ لیکن اس آئین کو بنے بمشکل ایک سال ہی گزرا تھا کہ ایک مخصوص طبقہ کی خوشنودی کے لیے آئین میں دوسری ترمیم کی گئی جس میں تمام تسلیم شدہ حقوق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ مسلمہ کو ’’کافر قرار دے دیا گیا‘‘۔ معلوم انسانی تاریخ میں یہ انوکھا واقعہ ہے کہ ایک ریاست نے اپنے شہریوں کا مذہب طے کیا۔

یہ عمل بذات خود نہ صرف دستور پاکستان میں شہریوں کے مسلمہ حقوق کے منافی تھا بلکہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کی بھی کھلی کھلی خلاف ورزی تھی۔ پاکستان کا شمار ان 48 ممالک میں ہوتا ہے جنہوں نے 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں انسانی حقوق کے عالمی ڈیکلیئریشن کی حمایت میں ووٹ دیا تھا۔ انسانی حقوق کے عالمی دستور کے مطابق۔

’’تمام انسان حقوق اور وقار کے اعتبار سے آزاد اور برابر پیدا ہوتے ہیں۔ انسانی حقوق اور آزادیوں پر رنگ، نسل، زبان، جنس، مذہب و عقیدہ، سیاسی نظریہ، خاندانی حیثیت اور قوم کی بنا پر امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔ ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق حاصل ہے۔ اس حق میں مذہب یا عقیدے کو تبدیل کرنے اور عوامی یا نجی طور پر تنہا یا دوسروں کے ساتھ مل جل کر عقیدے کی تبلیغ، عمل، عبادت اور مذہبی رسمیں پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے‘‘۔

طرفہ تماشہ ہے کہ عالمی سطح پر جس منشور کی حمایت میں ایک مملکت ووٹ دیتی ہے وہی مملکت کھلم کھلا اس عہد کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اپنے ہی آئین میں ایک طبقہ کی مذہبی آزادی سلب کر لیتی ہے۔ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال افسوس ناک تو ہے ہی مضحکہ خیز بھی ہے۔ ایک شہری ریاست کے دستور میں اپنے حقوق پڑھتا ہے۔ پہلے درجے میں اس

کی مذہبی آزادی کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ دوسرے درجے میں اس حق کی توثیق کی جاتی ہے لیکن جیسے ہی وہ دستور کے تیسرے درجے پر پہنچتا ہے اس کی مذہبی آزادی سلب کر لی جاتی ہے۔ دنیا میں شاید ہی کسی اور ملک کا دستور ایسی بھونڈے تضادات کا شکار ہو۔

کیا آئین حرف آخر ہے؟

بنیادی انسانی حقوق کے تمام تقاضوں کی دھجیاں اڑاتے ہوئے ایک قانون بنایا گیا جو خود آئین کی رو سے ہی کالعدم ہے اس پر مستزاد یہ کہ جماعت احمدیہ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ آئین کو نہیں مانتے اور ایسا کر کے وہ آئین سے غداری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود آئین میں کہیں اس بات کا دعویٰ موجود ہے کہ آئین ایسا مقدس ہے جس میں قطع و برید ناممکن ہے، حرف آخر اور قطعاً محرف و مبدل ہے۔؟ نیز آئین کی کسی شق سے محض اختلاف آئین سے غداری کا مرتکب بنا دیتا ہے۔؟ آئین میں ہونے والی دسیوں ترامیم خود اس بات کی نفی کرتی ہیں۔ آئین بننے کے پہلے پانچ سال میں سات آئینی ترامیم کی گئیں۔ اکیلے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دور اقتدار میں آئین میں سات بار ترمیم کی۔ محمد خان جونیجو کی تین میں سے دو ترامیم کو شرف قبولیت بخش کر آئین کا حصہ بنایا گیا۔ میر ظفر اللہ خان جمالی کے نامہ اعمال میں آئین کی ایک ترمیم ہے۔ اسی طرح میاں محمد نواز شریف نے آئین میں ترامیم کیں اور منتخب جمہوری حکومتوں کا دھڑن تختہ کرنے والے فوجی آمروں نے تو پورے کا پورا آئین ہی معطل کر دیا تھا۔ تو کیا جماعت احمدیہ پر آئین سے غداری کا یہ الزام درست ہے؟ خود آئین اس بارے میں کیا کہتا ہے؟ آئین مملکت سے وفاداری اور دستور اور قانون کی اطاعت کی ذیل کے حصہ دوم میں مرقوم ہے۔

’’کوئی بھی شخص جو طاقت کے استعمال یا طاقت سے یا دیگر غیر آئینی ذریعے سے دستور کی تنسیخ کرے، تخریب کرے یا معطل کرے یا التواء میں رکھے یا اقدام کرے یا تنسیخ کرنے کی سازش کرے یا تخریب کرے یا معطل یا التواء میں رکھے سنگین غداری کا مجرم ہوگا‘‘۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور (ترمیم شدہ لغایت 28 فروری 2012ء صفحہ 4)

کیا کبھی جماعت احمدیہ نے من حیث الجماعت کبھی بھی کسی نوع کی طاقت کے استعمال سے آئین کو معطل کرنے کی کوشش کی؟ کوئی غیر آئینی ذریعہ استعمال کیا؟ کوئی تخریب کی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو پھر آئین سے غداری کا یہ بودا الزام اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔ شگوفہ تو یہ ہے کہ یہ الزام تواتر سے اس طبقہ کی جانب سے لگایا جاتا ہے جن کے نزدیک جمہوریت کفر کا نظام ہے۔ کفریہ نظام حکومت کے تحت کسی خاص طبقہ سے منسوب افراد کے طے کیے گئے عقیدے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ اس سوال کا جواب بھی ان کے ذمہ ہے جن کے نزدیک جماعت احمدیہ آئین کی منکر ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا آئین کے اس حصے بقیہ صفحہ 7 پر

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔نمائندہ الفضل برکینا فاسو

اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ریجن برومو، برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خدام الاحمدیہ برکینافاسو کو ہر سال خدام کی تعلیم وتربیت کے لیے مختلف پروگرام منعقد کرنے کی توفیق ملتی ہے۔چنانچہ اس سال بھی مختلف ریجنز میں خدام الاحمدیہ کے اجتماعات کروانے کی توفیق ملی۔ان اجتماعات میں برومو ریجن کا اجتماع بھی شامل ہے جو 17,16 اکتوبر 2021 بروز منگل اور بدھ کو مجلس ویرو Virou میں منعقد ہوا۔ اجتماع سے پہلے Boudou Alidou بودو آلیدو صاحب ریجنل قائد برومو کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔جنہوں نے تمام اجتماع کے پروگرام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیے۔

16اکتوبر کو اجتماع کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں Koné

Daouda کونے داؤداصاحب صدر خدام الاحمدیہ برکینا فاسو شامل ہوئے۔صدر خدام الاحمدیہ نے اپنی افتتاحی تقریب میں خدام کو نظام جماعت سے مضبوط تعلق جوڑنے کی طرف توجہ دلائی۔

افتتاحی تقریب کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔چنانچہ اس موقع پر خدام الاحمدیہ کے سات ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ان میں فٹ بال،دوڑ 100میٹر، دوڑ 1500 میٹر، ریلے ریس، لانگ جمپ،ٹرپل جمپ اور کشتی کے مقابلہ جات شامل تھے۔نیز اس موقع پر اطفال الاحمدیہ کے الگ مقابلہ جات کروائے گئے۔اطفال کے مقابلہ جات میں فٹ بال،دوڑ 80میٹر،منہ میں چمچ پر لیموں رکھ کر چلنے کا مقابلہ،ثابت قدمی اور بوری ریس شامل تھے۔

علمی مقابلہ جات نماز مغرب وعشاء کے بعد منعقد کیے گئے۔خدام الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، دینی معلومات، تقریر بزبان فرنچ، تقریر فی البدیہہ،مشاہدہ معائنہ اور پیغام رسانی شامل تھے۔اطفال الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات میں یسرنا القرآن،حفظ قرآن،دینی معلومات اور مشاہدہ معائنہ کے مقابلہ جات شامل تھے۔

اجتماع کے موقع پر 16اکتوبر کو نماز تہجد کا انتظام بھی کیا گیا اور مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریوں کے بارہ میں درس دیا گیا۔نیز اگلے دن 17اکتوبر کو بھی تہجد کا انتظام کیا گیا اور بعد نماز فجر اسلام میں شادی بیاہ کی تعلیمات کے موضوع پر درس دیا گیا۔

اختتامی تقریب کی صدارت بشارت علی صاحب ریجنل مشنری برومو نے کی۔تلاوت قرآن کریم،عہد خدام الاحمدیہ، نظم کے بعد رپورٹ پیش کی گئی۔بعد ازاں ریجنل مشنری صاحب نے خدام اور اطفال میں انعامات تقسیم کیے اور نصائح فرمائیں۔اجتماع کا اختتام دعا سے ہوا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام شاملین کے لیے یہ اجتماع انتہائی بابرکت ثابت ہو اور احمدیت کا یہ قافلہ دن دگنی رات چگنی ترقی کرتا چلا جائے۔آمین

رپورٹ: صفوان احمد ملک۔نمائندہ روزنامہ الفضل جرمنی

نسل پرستی کے خلاف جرمنی میں پینل ڈسکشن

جرمنی میں نسلی تعصب کی سوچ کے بڑھتے ہوئے رجحانات کو روکنے اور اس بارہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پرامن معاشرے کے قیام اور استحکام کے لئے کون کون سے طریق اختیار کرتے ہوئے معاشرے میں امن قائم کیا جاسکتا ہے نیز نسلی تعصب کے سدباب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات وہدایات کی روشنی میں شعبہ تبلیغ جماعت احمدیہ جرمنی کو چند ماہ سے اس موضوع کے بارے وسیع پیمانے پر ملک گیر مہم چلانے کی توفیق مل رہی ہے۔گزشتہ ایک سال میں نسل پرستی کے متعلق 75 سے زائد پینل ڈسکشن ہو چکی ہیں جنہیں ہر خاص وعام نے بہت پسند کیا اور مختلف ذرائع ابلاغ نے بھی ہمارے ان اقدامات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

زیرنظر رپورٹ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے مورخہ 28اکتوبر 2021 کو جرمنی کے شہر Stuttgartمیں ’’نسلی تعصب‘‘ کے عنوان سے ایک آن لائن پینل ڈسکشن کا اہتمام کیا گیا۔

اس پروگرام کی نظامت کے فرائض مکرم عدنان ملک صاحب نے ادا کئے انہوں نے سامعین وحاضرین کو سب سے پہلے اس پروگرام کرنے کا مقصد بیان کیا اور شرکاء کا تعارف کچھ اس طرح پیش کیا کہ ہمارے ساتھ آج جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم نورالدین اشرف صاحب مربی سلسلہ شریک گفتگو ہیں ان کے ساتھ نسل پرستی کے موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے جناب Gari Pavkovic صاحب ہیں جو ماہر نفسیات ہونے کے ساتھ ساتھ شہر کے انٹی گریشن آفیسر بھی ہیں۔دوسرے مہمان جناب ڈاکٹر Uwe Böhm صاحب تھے جو ضلعی سطح پر پروٹیسٹنٹ چرچ کے سکولوں کے Dean کے طور پر کام کرتے ہیں موصوف عین وقت پر بیمار ہوگئے اور پروگرام میں شرکت سے معذرت کی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت مکرم شاہزیب دلشاد صاحب کے حصہ آئی۔تلاوت کے بعد سامعین وناظرین کو جماعت کے تعارف پر مشتمل ویڈیو دکھائی گئی نیز جماعتی سرگرمیوں اور خدمت خلق کے کاموں کے متعلق بتایا گیا۔مکرم مربی صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں نسل پرستی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کو جامع انداز میں سامعین کے سامنے رکھا۔

جناب Gari Pavkovic صاحب نے بھی اپنے مختصر خطاب میں معاشرے میں ہونے والی ناانصافیوں اور نسلی تعصب رکھنے والے شدت پسندوں کا ذکر کیا اسی طرح حجاب وغیرہ جیسے قوانین کے متعلق تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کا کام نہیں کہ وہ مذہبی روایات اور تعلیمات سے ہٹ کر لوگوں پر قانون نافذ کریں۔اس طرح معاشرے میں نفرت پیدا ہوتی ہے نہ کہ محبت ویگانگت۔ہم سب کو مل کر لوگوں کو تعلیم دینی چاہیے جیسا کہ آپ یہ پروگرام کر رہے ہیں اس سے عوام میں شعور پیدا ہوتا ہے اور اسلام کو جولوگ شدت پسندی کا مذہب سمجھتے ہیں اُن کے ذہنوں سے ایسے خیالات ختم کرنے کے لئے یہ بہت اچھے اقدامات ہیں جو جماعت احمدیہ بڑی مستعدی سے کر رہی ہے۔

اس پروگرام میں 40 مہمانوں نے شرکت کی اور بڑی گہری دلچسپی سے پینل شرکاء سے سوالات کئے اس پروگرام کا دورانیہ ایک گھنٹہ مقرر تھا لیکن سامعین وناظرین کی دلچسپی کی وجہ سے یہ پروگرام ڈیڑھ گھنٹے سے بھی زیادہ چلا۔

منور علی شاہد۔ جرمنی

انسانی حقوق کا عالمی دن اور امتناع قادیانیت آرڈیننس

73 سال پہلے دس دسمبر 1948 کو اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کے یونیورسل ڈیکلریشن کو ایک قرار داد نمبر 217A کے تحت منظور کیا تھا جس کے تحت ایک آفاقی منشور تیار اور منظور ہوا تھا جس میں بنیادی مذہبی،انسانی،سیاسی،سماجی اظہار رائے،بحث و مباحثہ سمیت دیگر حقوق کو تسلیم کیا گیا تھا۔اسی لئے اب ہر سال دس دسمبر کو انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جاتا ہے اور دنیا بھر میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالیوں کی بھرپور مذمت کی جاتی ہے اور انسانی حقوق کے تحفظ و اس کی اہمیت پر سیمینارز منعقد کئے جاتے ہیں۔یہ ڈیکلریشن تیس آرٹیکلز پر مشتمل ہے یہ اس وقت دنیا کی سب سے غیر معمولی اور اہم ترین دستاویزات ہیں۔تادم تحریر انسانی حقوق کے عالمی منشور کا 508 زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔اس بارے مزید تفصیلات ویب سائٹ www.ohchr.org سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔اقوام متحدہ کے ہر رکن ملک کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس عالمی منشور کا احترام کرے اور اس کی روشنی میں اپنے ملک کے شہریوں کو حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائے۔ان حقوق میں جینے کا حق، امتیاز سے پاک مساوات اور برابری کا حق، اظہار رائے کی آزادی، معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق شامل ہیں۔اس کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ہر اس ملک کے لئے لازمی ہے جو اقوام متحدہ کا ممبر بن چکا ہو۔پاکستان بھی ایسی عالمی دستاویزات پر دستخط کر چکا ہے۔سیاسی،مذہبی سماجی تمام آزادیوں کی ضمانت اور ان کی پاسداری کی بات اس میں کی گئی ہے لیکن تمام ممالک اس قانون کی پاسداری نہیں کر رہے ہیں۔جنوبی ایشیا میں بھارت سمیت کشمیر میں انسانی حقوق کی پامالیوں کا سلسلہ دہائیوں سے جاری ہے۔پاکستان کے اندر انسانی حقوق کے عالمی قوانین پر سب سے بڑا خودکش حملہ ضیاء الحق دور میں کیا گیا تھا،اس کی بنیاد ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں رکھی گئی تھی جب قومی اسمبلی نے سات ستمبر 1974 کو سیاہ فیصلہ کیا گیا۔ضیاء الحق نے 26 اپریل 1984ء کو صدارتی آرڈیننس کے ذریعے جو سیاہ قانون نافذ کیا تھا وہ ’’امتناع قادیانیت آڈیننس 20 مجریہ 1984ء‘‘ کہلاتا ہے۔اس قانون کے فوری نفاذ نے جہاں انسانی حقوق کے عالمی منشور اور دیگر شہری آزادیوں کے عالمی قوانین پر ضرب لگائی تھی، وہیں پاکستان میں بسنے والے لاکھوں احمدیوں کو ان کے مذہبی حقوق سے یکسر محروم کر دیا تھا اور ان کے عقائد کی ادائیگی ایک جرم قرار دے دی گئی تھی،اور احمدیوں کی تمام مذہبی آزادیاں سلب کر لی گئیں تھیں یہ سیاہ آرڈیننس احمدیوں کے مخالفین کو جماعت احمدیہ کو ہر سطح پر نقصان پہنچانے کی غرض سے من مانی کرنے کے لئے دیا گیا تھا۔

چونکہ کسی بھی قانون کا نفاذ انفرادی طور پر ہوتا ہے لہذا اس سیاہ قانون کے نفاذ کے ساتھ ہی ہر ایک احمدی خواہ وہ پاکستان کے کسی بھی صوبہ کے شہر، محلہ گلی میں رہتا ہو، وہ اس کی زد میں آ گیا تھا۔انسانی حقوق کے عالمی قانون کی تمام شقوں کو اس ضیائی قانون نے پارہ پارہ کیا۔

یہ قانون کیا ہے؟ اور اس نے احمدیوں کے حقوق پر کیا قدغن لگائی ہے،اس بارے ہر امن پسند شہری کا جاننا ضروری ہے۔اس نئے قانون کے تحت مجموعہ تعزیرات پاکستان ایکٹ 45 کے باب نمبر دس میں ترامیم کر کے A 298 کے بعد 298B اور 298C کا اضافہ کر دیا گیا جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ،

- قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر جرم قرار دیدی گئی
- احمدیوں کا خود کو مسلمان کی طرح ظاہر کرنا بھی جرم اور ممنوع قرار دیا گیا
- اسلامی شعائیر کا استعمال بھی جرم اور ممنوع قرار دے دیا گیا

اس قانون کی رو سے پاکستان بھر میں کہیں بھی رہنے والا احمدی، خواہ وہ مرد، عورت، بچہ، بوڑھا، جوان ہو، وہ کلمہ طیبہ نہیں پڑھ سکے گا، اپنی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکے گا، مساجد میں اذان نہیں دے سکے گا اور خود کو کسی بھی پہلو سے مسلمان ظاہر نہیں کر سکے گا اور دیگر اسلامی شعائیر کا استعمال نہیں کر سکے گا، خلاف ورزی پر تین سال قید اور جرمانہ کی سزاء دی جائے گی۔اس قانون کے نفاذ سے ہر احمدی کے سر پر ایک ایسی ننگی تلوار لٹک گئی جو کسی بھی وقت، کہیں بھی کسی احمدی کا سر قلم کر سکتی تھی،اور گزشتہ تین دہائیوں سے زائد عرصہ کے حالات و واقعات نے اس کو سچ بھی ثابت کر دکھایا ہے اور آج پاکستانی احمدی کے پاس نہ مذہبی حقوق ہیں نہ سیاسی حقوق ہیں اور نہ ہی شہری حقوق ہیں بلکہ ان کی احمدی شناخت ہی ان کی جان کے لئے سب سے بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ایک احمدی فیملی کا ہر فرد اس قانون کی زد میں آ کر ’’انسانی حقوق‘‘ کی پامالی کا شکار ہے،خواہ وہ ایک عورت ہو، مرد ہو، طالب علم ہو، کاروباری فرد یا ملازم ہو، ہر ایک اسی قانون کے باعث تعصب، نفرت اور عدم تحفظ کا شکار ہے۔پاکستان کے اندر سے عدم تحفظ کے باعث اس وقت ہزاروں کی تعداد میں احمدی مختلف ممالک میں پناہ گزینوں کی شکل میں ایک انتہائی کٹھن زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ان ممالک میں ملائشیا، سری لنکا اور تھائی لینڈ قابل ذکر ہیں۔۔اسی طرح یورپین ممالک میں بھی ہزاروں احمدی اسائلم سیکرز کی حیثیت سے مشکل زندگی بسر کر رہے ہیں، سال ہا سال سے فیملی ممبرز سے دور اکیلا زندگی کیسے بسر ہوتی ہے، بس وہی جانتے ہیں اس کا دکھ اور غم۔

اعلان ولادت

- **مکرم کامران احمد اعجاز۔ انڈیا سے یہ اعلان بھیجتے ہیں:**

خاکسار و اہلیہ مکرمہ باصرہ مبشر کو اللہ تعالیٰ نے 19 اگست 2021ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔الحمد للہ علی ذالك۔بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچی کا نام امۃ الغفار رکھا ہے۔نومولود مکرم محمود احمد پرویز کی پوتی اور مکرم محمد نذیر مبشر (مرحوم) مبلغ سلسلہ کی نواسی ہے۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری بچی کو نیک خادم دین اور جماعت کے لئے بہترین وجود بنائے، نیک نصیب کرے اور ہمارے لئے قرۃ العین ہو۔آمین ثم آمین۔

(ادارہ الفضل کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں)

حاصل مطالعہ

جدید تعلیم صرف مادی فوائد سے مربوط
اس کے ذریعہ طلبہ کے کردار اور اخلاقی اقدار نہیں بنائے جاسکتے

حیدر آباد 22 نومبر (یو این ائی) سپریم کورٹ کے چیف جسٹس این وی رمنا نے کہا ہے کہ جدید تعلیم صرف مادی فوائد سے مربوط ہے تاہم اس کے ذریعہ طلبہ کے کردار اور اخلاقی اقدار نہیں بنائے جاسکتے۔انہوں نے کہا کہ حقیقی تعلیم وہ ہے جس میں کسی بھی فرد کی شخصیت کا مکمل فروغ ہو اور اس میں اخلاقی اقدار پروان چڑھانا بھی شامل ہے۔انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ حقیقی تعلیم، صبر، باہمی سمجھ بوجھ، باہمی احترام بناتی ہے۔حقیقی انسانی اقدار بنانے کے لئے تعلیمی سفر کو جاری رکھنا چاہئے، چیف جسٹس رمنا، اندھرا پردیش کے ضلع اننت پور کے سری ستیہ سائی انسٹی ٹیوٹ آف ہائیر ایجوکیشن کے 40 ویں کانوکیشن سے خطاب کر رہے تھے۔انہوں نے یونیورسٹی کی جانب سے ہندوستانی ثقافت اور اقدار کو پروان چڑھانے کے لئے جاری مساعی کی ستائش کی۔انہوں نے کہا اکتساب، آج کے دور کی ضرورت ہے۔ہندوستانی ثقافت اور اقدار کے جوہر اس میں شامل ہیں۔چیف جسٹس نے اپنے خطاب میں نشاندہی کی کہ کوویڈ وبا کے دور نے عدم مساوات اور کمزوریوں کی گہری جڑوں کو بے نقاب کیا ہے۔جیف جسٹس نے طلباء کو گولڈ میڈل اور ڈگریاں پیش کیں اور میڈل حاصل کرنے والے طلبہ کو مبارکباد دی۔

(روزنامہ انقلاب دکن گلبرگہ 23 نومبر 2021ء)

(مرسلہ: محمد عمر تیاپوری۔کوآڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا)

انیس احمد ۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

تبلیغی اسٹال ۔ کیلاہوں ٹاؤن سیرالیون

مکرم انیس احمد مبلغ سلسلہ سیرالیون تحریر کرتے ہیں کہ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مورخہ 26 نومبر بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ کیلاہوں کو تبلیغی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

تبلیغی سٹال سے چند روز قبل جگہ کا تعین اور تیاری شروع کر دی گئی۔ سٹال کے لئے کیلاہوں ٹاؤن کی معروف شاہراہ منتخب کی گئی۔ اور جمعۃ المبارک کے دن کا انتخاب کرنے میں یہ حکمت پیش نظر تھی کیونکہ اس دن اردگرد کے دیہات سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے ہمارے ٹاؤن کا رخ کرتی ہے۔

26 نومبر بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز فجر خدام اور سرکٹ مشنریز کی مدد سے تبلیغی سٹال کو ترتیب دیا گیا۔ سٹال کے بیگراونڈ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر آویزاں کی گئی جس پر انگریزی زبان کے جلی حروف میں لکھا تھا Long awaited Promised Messiah & Imam Mahdi has come اسی طرح دوسرا بینر جماعت احمدیہ سیرالیون کے سو سال مکمل ہونے کے متعلق آویزاں کیا گیا۔ سٹال کا آغاز صبح 9:00 بجے اجتماعی دعا سے کیا گیا۔ سٹال پر تفسیر القرآن، قرآن کریم، قرآن کریم کی ڈکشنری و کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے سلسلہ احمدیہ و دیگر رسائل جس میں التقویٰ اور ریویو آف ریلیجنز شامل تھے برائے نمائش و فروخت رکھے گئے۔ اسی طرح لوگوں میں اسلام احمدیت سے متعلق فلائرز و لٹریچر مفت بھی تقسیم کیا گیا۔ سٹال پر آنے والے لوگوں کو مقامی زبان میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا نیز انکے سوالات کے جوابات دیے گئے۔ کافی لوگ ہمارے سٹال پر آئے۔ لوگوں نے اس سٹال کو بہت سراہا۔ اس سٹال کے ذریعہ کم و بیش ٹاؤن کے 350 افراد تک پیغام حق پہنچا۔ اور ایک ہزار کے قریب مختلف فلائرز اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ الحمد للہ یہ تبلیغی سٹال کامیاب رہا۔ احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ادنیٰ کاوشوں کے نیک نتائج پیدا فرمائے اور لوگوں تک اسلام احمدیت کا پیغام کما حقہ پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں نیک اور سعید روحوں کو داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم ظہیر الحق خان ۔ لندن سے یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں :

خاکسار کی اہلیہ شفقت ظہیر صاحبہ بوجہ pancreatic cancer دو ماہ کی علالت کے بعد اس جہان فانی سے 14 نومبر 2021ء کو کوچ کر گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کی تدفین 17 نومبر 2021ء کو احمدیہ قبرستان Roading Lane, Woodford London میں ہوئی۔ نماز جنازہ مکرم زکریا شیخ مربّی سلسلہ نے پڑھائی۔

مرحومہ ہر حال میں اللہ کی شکر گزار، خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز اور درگزر کرنے کی صلاحیت رکھنے والی اور غریب پرور خاتون تھیں۔ گھر آئے مہمانوں کے آرام کا بہت خیال رکھتیں۔

مرحومہ نے 15 سال کا عرصہ اپنے میاں کی سرکاری نوکری کی وجہ سے اردن، جاپان، فرانس میں گزارا اور 25 سال سے انگلینڈ میں مقیم تھیں۔ اللہ نے ان کو حج اور 4 دفعہ عمرے کی سعادت سے نوازا ۔ مرحومہ Love For All Hatred For None پر تمام عمر عمل پیرا رہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے جنازے میں کثیر تعداد میں احباب وخواتین نے شرکت کی جن میں کافی تعداد غیر از جماعت مہمانوں کی بھی تھی۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ قارئین الفضل سے مرحومہ کے بلندی درجات اور ایصال ثواب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔ آمین۔

ادارہ کی جانب سے تعزیت قبول فرمائیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: ذیشان محمود۔ مبلغ سلسلہ سیرالیون

احمدیہ مسلم سیکنڈری اسکول روکوپر، سیرالیون میں جلسہ سیرت النبیؐ کا بابرکت و شاندار انعقاد

روکوپر احمدیہ اسکول کو یہ خاص مقام حاصل ہے کہ یہ سیرالیون کا پہلا احمدیہ اسکول ہے۔ اس کی بناء حضرت مولانا الحاج نذیر احمد علی صاحب مرحوم نے 1938 ء میں رکھی اور خود اس درسگاہ کے پہلے مدرس بھی بنے۔ آج یہ ادارہ پرائمری و سیکنڈری اسکول کی شکل میں علیحدہ علیحدہ عمارت میں منقسم ہے اور دو ہزار سے زائد طلباء اکتساب علم حاصل کر رہے ہیں۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 29 اکتوبر 2021ء کو اسکول میں ربیع الاول کے بابرکت ماہ کے حوالہ سے جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد کیا گیا۔

جلسہ کے انعقاد سے قبل حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کیا گیا۔ جلسہ سے قبل ہی حضور انور کا جوابی خط بھی موصول ہوا جس میں حضور انور نے جلسہ کی کامیابی اور شاملین کے لئے دعا فرمائی۔ الحمد للہ علی ذلک

تیاری جلسہ

جلسہ کی تھیم درود شریف کی برکات رکھی گئی تھی۔ اس حوالہ سے ماہ ربیع الاول کے آغاز سے ہی طلباء و اساتذہ کو تلاوت، نعت، تقاریر و اقتباسات کی تیاری کروائی گئی۔

جلسہ سیرت النبیؐ

مورخہ 28 اکتوبر 2021ء بروز بدھ بعد اسمبلی مکرم موسیٰ کے ڈی محمود صاحب (پرنسپل احمدیہ سیکنڈری اسکول روکوپر و ریجنل صدر) کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبیؐ کا آغاز ہوا۔

اسمبلی کے معاًبعد حال ہی میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کرنے والے طالب علم عزیزم ادریسہ کے کمارا نے سورۃ الاحزاب کی آیات 57 و 58 مع انگریزی ترجمہ پیش کیں۔ جس کے بعد ایک طالب علم نے دورود شریف کی برکات سے متعلق احادیث بیان کیں۔ ازاں بعد مولوی محمد سعید فوفانہ صاحب لوکل مشنری روکوپر سرکٹ نے درود شریف مع ترجمہ پیش کیا اور تمام شاملین نے ساتھ ساتھ دہرایا۔

اس کے بعد تین احمدی طالبات پر مشتمل گروپ نے معروف نعتیہ منظوم کلام

بدر گاہ ذیشان خیر الانام

مترنم آواز میں پڑھ کر سنایا۔ علیك الصلاۃ علیك السلام کے الفاظ میں تمام طلباء و اساتذہ نے ان کا ساتھ دیا۔

نظم کے بعد طلباء و اساتذہ کی جانب سے حسب ذیل تقاریر و اقتباسات پیش کئے گئے۔

اقتباسات و واقعات حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اقتباسات خلفائے کرام۔ درود شریف کی برکات بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، رسول کریمؐ غیر مسلموں کی نظر میں۔

خاکسار نے ’’درود شریف کی برکات‘‘ جبکہ صدر مجلس نے ’’رسول اللہؐ کا بچوں سے حسن سلوک‘‘ پر تقریر فرمائی۔

تقسیم انعامات ’’انعامی مقابلہ مضمون نویسی‘‘

ماہ اکتوبر کے آغاز میں احمدی طلباء و طالبات کے مابین انعامی مقابلہ کا انعقاد کیا گیا جس میں طلبا سے اپنے الفاظ میں رسول اللہؐ سے اظہار محبت کے لئے 500 الفاظ میں مضمون لکھنے کا ٹاسک دیا گیا۔ اس حوالہ سے 30 سے زائد مضامین موصول ہوئے۔ چنیدہ مضامین پر فائنل رزلٹ کے لئے مکرم احسن مقصود صاحب مربی سلسلہ نے فرائض منصفی سرانجام دیئے۔

جلسہ سیرت النبیؐ کے بابرکت موقع پر صدر مجلس نے اس مقابلہ کے نقد انعامات تقسیم کئے۔ پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کے نام یہ ہیں۔

اول: عزیزم سانتگی ایس کمارا (40000لیونز)

دوم: عزیزم سعیدو ایم سُمّہ (30000لیونز)

سوم: عزیزم عمارہ ٹی مانیئے (20000لیونز)

حوصلہ افزائی: عزیزہ عائشہ رحمان مانسیرے (10000لیونز)

قابل ذکر امر یہ ہے کہ ان خدام نے یہ انعامی رقم ماہِ اکتوبر کے اخیر میں منعقد ہونے والے نیشنل اجتماع خدام الاحمدیہ کی ٹرانسپورٹ کے لئے ادا کر دی تا کہ وہ اجتماع میں شامل ہوسکیں۔

دعا و اختتام

جلسہ کے آخر پر خاکسار نے دعا کروائی۔ جس سے قبل ایک بار پھر درودشریف کا اجتماعی ورد کیا گیا۔ جلسہ میں 1200 سے زائد طلباء و طالبات اور اساتذہ کرام شامل ہوئے۔

الحمدُللہ یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں سے نہایت کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تمام طلباء و اساتذہ کو اس مبارک موقع سے حقیقی رنگ میں مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

قبولیتِ دعا

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا کہ میرے واسطے آپ ایسی دعا کریں جو ضرور قبول ہو اور اس اور اُس معاملہ میں ہو۔

آپؑ نے فرمایا:-

اس کو جواب لکھ دیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں کہ ہر ایک دُعا قبول کرے۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے ایسا کہیں نہیں ہوا۔ ہاں مقبولوں کی دعائیں بہ نسبت دوسروں کے بہت قبول ہوتی ہیں۔ خدا کے معاملہ میں کسی کا زور نہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 464 مطبوعہ 2010)

مرسلہ: فرخ شبیر لودھی مبلغ سلسلہ لائبیریا

		طلوع فجر	غروب آفتاب
10 دسمبر 2021ء			
مکہ مکرمہ	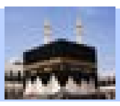	05:26	17:39
مدینہ منورہ	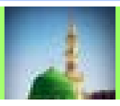	05:32	17:34
قادیان	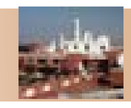	05:51	17:25
ربوہ		05:30	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:27	15:55